بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

کل پاکستان مدارس اہلحدیث کنونشن

وحدتِ نصاب و فاق المدارس کے سلسلہ میں

تجاویز و آراء ___ اور مسئولین کی ذمہ داری!

"وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کی اہمیت ظاہر و باہر ہے ___ گورنمنٹ پاکستان نے اس کے آخری امتحان کو ایم۔ اے کے مساوی تسلیم کیا ہے۔ تاہم اس کی سند کی معیاری حیثیت عملاً اسی وقت تسلیم کروائی جا سکتی ہے، جبکہ اس آخری امتحان سے قبل کے تین امتحانات مساوی میٹرک، ایف۔ اے اور بی۔ اے کی اسناد کا اجراء بھی کیا جائے۔ اور جس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ تمام اہلحدیث مدارس کے ان چاروں تعلیمی مراحل یعنی میٹرک، ایف۔ اے، بی۔ اے اور ایم۔ اے کے نصاب میں وحدت اور یکسانیت قائم ہو۔"

گزشتہ دنوں "وفاق المدارس السلفیہ پاکستان" نے اسی غرض سے ایک نصاب مرتب کر کے مدارس کے منتظمین اور شیوخ الحدیث کو برائے تجویز و مشورہ ارسال کیا، لیکن اس قدر اہم معاملات کے لیے چونکہ اجتماعی مشاورت ہی مفید ثابت ہو سکتی ہے، اس لیے "رابطہ مدارس اہلحدیث" نے ۱۹ / مارچ ۱۹۸۶ء کو جامع القدس اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں "کل پاکستان مدارس اہلحدیث کنونشن" کے نام سے ایک اجتماع کا اہتمام کیا۔ جو اپنی حاضری اور جملہ مدارس اہلحدیث کی نمائندگی کے اعتبار سے بلاشبہ ایک بھرپور اجلاس

تھا ــــ کراچی سے پشاور تک کے اہم جامعات کے شیوخ الحدیث اور مسئولین کے علاوہ متوسط درجہ کے مدارس کے نمائندگان نے بھی اس میں خاصی تعداد میں شرکت فرما کر مسئلہ زیر بحث میں اپنی انتہائی دلچسپی کا ثبوت فراہم کیا۔ حتیٰ کہ جو حضرات اپنی مجبوریوں کی بناء پر تشریف نہ لا سکے، انہوں نے اپنی بھرپور حمایت کے ساتھ اہم تجاویز لکھ کر ارسال فرمائیں ــــ فجزاہم اللہ خیرًا!

اگرچہ بعض شرکاء اجلاس نے اس اجلاس پر تنقید بھی کی، اور تجاویز کے بارہ میں بھی اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ یہ تجاویز ایجنڈا کے مطابق نہیں ہیں، کیونکہ اجلاس کا مقصد تو نصاب کی اصلاح ہے لیکن دوسرے حضرات نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ نصاب میں اصل چیز طرزِ تعلیم اور نظامِ تعلیم ہوتی ہے۔ جہاں تک کتابوں اور نصابِ کتب کی تبدیلی کا مسئلہ ہے، یہ کام ایک چھوٹی کمیٹی ان تجاویز کی روشنی میں کر سکتی ہے ــــ بہرحال اجلاس میں بہترین اور مفید ترین تجاویز پیش ہوئیں، جن کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

۱۔ وفاق المدارس کی مرکزی کمیٹی (SUPREME COUNCIL) مشاہیر علماء اور ماہرینِ تعلیم کو اپنے ساتھ شامل کرے، تاکہ ان کی راہنمائی میں نصاب ترتیب دیا جا سکے۔ نیز یہ کہ اراکین حضرات غیر جانبدار ہوں اور جماعتی دھڑے بندی کی سیاست سے ان کا کوئی تعلق نہ ہو۔

۲۔ وفاق کا ایک تعلیمی بورڈ قائم کیا جائے، جو مدارس، ان کے طریقۂ تعلیم اور اندازِ تعلیم میں پائی جانے والی خامیوں کا جائزہ لے کر، ان کی اصلاح کا مناسب حل تجویز کرے۔

۳۔ وفاق کے لیے ایک مشاورتی بورڈ قائم کیا جائے، جو مشورہ کے بعد اہم تجاویز پیش کرے، اور ان تجاویز پر عملدرآمد بھی ہو۔

۴۔ ترتیب نصاب میں بنیادی طور پر سلفیت کو پیش نظر رکھا جائے ــــ اسی بنیاد پر درسِ نظامی میں اہم تبدیلیاں لانے کے علاوہ عصری علوم کو اس طرح شاملِ نصاب کیا جائے کہ اس سے خالص سلفی عقائد متاثر نہ ہوں۔

۵۔ اس اجلاس کے بعد جو نمائندہ نصاب کمیٹی مقرر کی جائے، ذمہ دارانِ وفاق ان کی تجاویز سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

۶۔ تمام مدارس کے لیے جو نصاب تیار ہو، وہ کسی خاص ذہن، فرد یا گروہ کی تجویز نہ ہو،

بلکہ یہ نصاب، جملہ مدارس کے مسئولین کو اعتماد میں لے کر تیار کیا جائے اور وہ مفید و قابلِ عمل ہو۔

۷۔ نصاب میں ایسے اسلامی علوم و فنون رکھے جائیں، جس سے متخصص علماء پیدا ہوں، تاکہ وہ پیش آمدہ مسائل کا تسلی بخش حل پیش کر سکیں اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اپنی ذمہ داریوں سے کماحقہ، عہدہ برآ ہو سکیں۔

۸۔ وفاق کی طرف سے جو سندات جاری ہوں، ان پر اس مدرسہ کا نام بھی درج ہو جہاں سے سند یافتہ نے استفادہ کیا ہو۔

۹۔ طلباء و طالبات کے نصاب میں حسبِ احوال و ظروف مناسب فرق رکھا جائے ——— ترجمۂ قرآنِ کریم کو ابتداء ہی سے خصوصی اہمیت دی جائے۔

۱۰۔ حفظِ قرآن و حدیث کی طرف خاص توجہ دی جائے۔ اسی طرح طلبہ میں، عربی بول چال اور تحریر کی خامیوں کو دور کرنے کے لیے خصوصی مساعی بروئے کار لائی جائیں۔

۱۱۔ وفاق کے منتظمین اپنے طور پر فیصلے کرنے کی بجائے مدارس پر مشتمل مجلسِ مشاورت کے ہمراہ بیٹھ کر فیصلہ کریں۔ تاکہ اعتماد کی فضا بحال رہے۔

۱۲۔ وفاق کے سند یافتگان کو مشترکہ کوششوں سے صحیح گریڈ دلایا جائے، اور جو سہولتیں اور مراعات دوسرے لوگوں کو حاصل ہیں، ان کو بھی دلائی جائیں۔ اس سلسلہ میں موجود تفاوت کو دور کرنے کے لیے مناسب اور بھرپور کوششیں ہونی چاہئیں۔

۱۳۔ نصاب میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ طلبہ کو معلوماتِ عامہ (جنرل نالج) کے ساتھ ساتھ اردو اور انگریزی زبان سے بھی مناسب واقفیت حاصل ہو سکے۔

۱۴۔ تعلیمی امور کے سلسلہ میں جماعتی سیاست اور اختلافات کو کوئی دخل نہ ہونا چاہیئے۔ تاکہ درس گاہیں غلط قسم کے سیاسی اثرات سے محفوظ رہیں ——— وحدتِ نصاب کے لیے تمام مدارس کے موجودہ نصابوں کو سامنے رکھ کر ٹھوس اور جامع نصاب ترتیب دیا جائے۔

۱۵۔ امتحانی مرکز صرف ایک نہ ہو، بلکہ کئی مراکز ہوں، جن کی نگرانی وفاق المدارس کے تحت ہو۔

۱۶۔ طلباء کو تعلیم کے ساتھ ساتھ علم کے مناسب ٹیکنیکل امور (طبابت، ٹائپ، شارٹ ہینڈ،

کتابت، جلد سازی) وغیرہ کی بھی تربیت دی جائے۔ تاکہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں دوسروں کے دستِ نگر نہ ہوں۔ اسی طرح صحت اور بدن کی درستگی کے لیے ورزش اور دیگر ایسی مشقیں کرائی جائیں، جو میدانِ جہاد میں بالخصوص کام آئیں۔

۱۷۔ درسِ نظامی کی بنیاد تصوف، اشعری ماتریدی عقائد اور یونانی فلسفہ پر ہے، اس کی اصلاح کی شدید ضرورت ہے۔

۱۸۔ وفاق المدارس کی آخری سند پاکستان میں ایم۔ اے کے برابر تسلیم کی گئی ہے۔ جبکہ بیرونِ ملک جامعات میں اس کی حیثیت ثانوی کے برابر بھی نہیں سمجھی جاتی۔ لہٰذا نصاب ایسی ٹھوس بنیادوں پر استوار ہونا چاہیئے کہ ان جامعات میں بھی اسے کما حقہٗ اہمیت حاصل ہو سکے۔

یہ وہ تجاویز ہیں جو مذکورہ بالا اجلاس میں سامنے آئیں ـــــ آخر میں جید اور معروف علماء پر مشتمل ایک پچیس ۲۵ رکنی رابطہ نصاب کمیٹی تشکیل دی گئی، جس نے ان تجاویز کو آخری شکل دی ـــــ مزید غور و فکر کے لیے اس کمیٹی کا دوسرا اجلاس ۲۶ را پریل بروز اتوار طے پایا۔ لیکن افسوس کہ ۲۳ ر مارچ کو وہ اندوہناک حادثہ پیش آگیا کہ جس نے پوری جماعت کو ہلا کر رکھ دیا۔ ظاہر ہے، اس کے باعث جہاں دیگر پروگرام متاثر ہوئے، اس اجلاس کا متاثر ہونا بھی لازمی تھا۔ بہر حال جیسے تیسے یہ اجلاس بھی منعقد ہوا، جس کی تجاویز کی تفصیل ہم آئندہ صحبت میں پیش کریں گے۔ ان شاء اللہ!

تاہم اس اجلاس میں سابقہ کارروائی کی توثیق کے طور پر کہا گیا کہ چونکہ وفاق المدارس السلفیہ کی اہمیت و ضرورت کسی پر مخفی نہیں، اور حکومت کے نوٹیفیکیشن کے بعد اس کی حیثیت اور زیادہ ہو گئی ہے، اس لیے اب اسے مربوط اور منظم کرنے کی بھی کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ تاکہ ان مدارس کے مختلف تعلیمی مراحل میں طلباء کو پبلک سروس کمیشن کی سلیکشن اور مقابلہ کے امتحان کے وقت، سندات کی بنیاد پر انتخاب میں معقول نمبر حاصل ہو سکیں۔ ورنہ صرف وفاق کی ایک سند کی بنیاد پر مذکورہ کمیشن کے امتحانات میں کامیابی کے امکانات تقریباً معدوم ہوتے ہیں۔

لیکن اندریں صورت، یعنی وفاق المدارس کی مرحلہ وار اسناد کی موجودگی میں، مدارس کی ذاتی اسناد کی کوئی حیثیت باقی نہ رہے گی۔ جبکہ قبل ازیں ان اسناد کی اہمیت بہر حال دو لحاظ سے

مسلّم ہے :

اولاً اس لیے کہ وفاق کے آخری امتحان کے لیے مدارس کی سند ضروری ہے۔

اور ثانیاً یہ کہ مختلف مدارس کی اسناد کا عرب ممالک کی یونیورسٹیوں سے معادلہ قائم ہے۔ جبکہ وفاق المدارس کی اسناد کی یہ پوزیشن نہیں۔

یہ صورتِ حال سنجیدہ غور و فکر کی متقاضی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وفاق المدارس کے مسئولین اور ذمہ داران وقت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے وحدتِ نصاب اور اصلاحِ نصاب کے سلسلہ میں تمام اہم جامعات اور مدارس کے مسئولین و شیوخ الحدیث کو اعتماد میں لے کر ٹھوس اقدام کریں۔

وفاق المدارس کی نمائندہ حیثیت اور اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، اور وحدتِ نصاب اس سلسلہ میں سونے پر سہاگہ کا کام دے گا ـــــــ اس سے جہاں ہمارے مدارس منظم اور متحد ہو سکتے ہیں، وہاں ہمارے اسلاف اور بزرگوں کی وحدتِ نصاب کے بارہ میں بہترین خواہشات کی تکمیل بھی عین ممکن ہے۔ اس لیے ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس سلسلہ میں ہر ممکن کوشش اور تعاون کریں اور اس سنہری موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں، اس کو کسی صورت بھی ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ ورنہ ہماری معمولی سی غفلت اور تساہل ہمیں بہت پیچھے چھوڑ دے گا۔ اس وقت دوسرے وفاق بھی انتہائی مستعد ہیں۔ ہمیں بھی وقت کی رفتار پر نظر رکھنی چاہیئے۔ اور متحد و منظم ہو کر، ایک دوسرے کو اعتماد میں لیتے ہوئے ایسا نصاب مرتب کرنا چاہیئے جو نہ صرف ٹھوس بنیادوں پر استوار ہو اور اس سے تعلیمی کمی کو پورا کیا جا سکے، بلکہ اس کے نتیجہ میں ایسے علماء پیدا ہوں جو ثقہ اور پختہ کار ہوں ـــــ جو نت نئے پیش آمدہ مسائل کا معقول حل پیش کر سکیں اور وقت کے ہر چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر دم تیار ہوں۔

ترتیب نصاب کے سلسلہ میں نمائندہ نصاب کمیٹی کی ابتدائی تجاویز :

ترتیبِ نصاب میں حسب ذیل امور کو بالخصوص پیشِ نظر رکھا جائے :

۱۔ جملہ علوم میں کتابی مہارت کی بجائے علمی اور فنی مہارت کا لحاظ رکھا جائے۔

۲۔ مدارس میں سلفی عقیدہ کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ تصوف، فلسفہ، منطق۔ کلامی عقائد کا پوسٹ مارٹم ہو۔ فقہ حنفی اور اصولِ فقہ حنفی کی بجائے فقہ اور اصولِ فقہ مقارن پر خاص

توجہ دی جائے۔ اس سلسلہ میں خصوصی محاضرات کا اہتمام ہو اور پختہ کار اساتذہ، طلباء کو ٹھوس دلائل اور وافر معلومات مہیا کریں۔ ہر تعلیمی مرحلہ کو خصوصی اہمیت دی جائے، محض آخری سال پر اکتفاء نہ کیا جائے۔

۳۔ حدیث تفسیر اور فقہ میں بشمول ان کے اصولوں کے تخصص کی شدید ضرورت ہے: تاکہ ان علوم کے ایسے ماہر علماء تیار ہوں جو مختلف شعبوں میں اپنی ذمہ داریاں نباہ سکیں ——— یہ علوم مسلسل شامل نصاب رہیں۔

۴۔ معلوماتِ عامہ (جنرل نالج) کا خصوصی اہتمام ہو، نصاب میں تاریخ وجغرافیہ اور معاشرتی علوم کا بھی اضافہ کیا جائے۔

۵۔ علومِ حاضرہ (عمرانیات، سیاسیات، معاشیات) کو بھی اہمیت دی جائے اور اسلام کی روشنی میں اہم تحقیقات سے طلباء کو واقفیت بہم پہنچائی جائے۔

۶۔ تقابلِ ادیان کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ پاکستان میں الحاد و زندقہ کے داعی انتہائی منظم اور جارحانہ انداز میں مصروفِ کار ہیں۔ اس خطرناک صورتِ حال کا مقابلہ تقابلِ ادیان کے مطالعہ ہی سے ممکن ہے۔

۷۔ عصری تحریکات کو سمجھنے کے لیے سلفی فکر و منہاج پر مشتمل کتابیں شاملِ نصاب کی جائیں۔ اس سلسلہ میں ائمہ اربعہؒ، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور محمدؒ بن عبدالوہابؒ کی مساعی کا خصوصی مطالعہ کرایا جائے۔ گویا تاریخ اسلام کو سیاسی اور ثقافتی دونوں حیثیتوں سے شاملِ نصاب کیا جائے۔

۸۔ املاء کا قدیم طرز (لیکچر سسٹم) رائج کیا جائے۔

۹۔ قرآن وحدیث کے حفظ کی طرف بھی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ نیز قرآن فہمی کے لیے احادیثِ پاک کے علاوہ جاہلی ادب اور اسلامی دور کے عربی ادیبوں کے کلام کا ضرور مطالعہ کیا جائے۔ اس طرح جہاں طلبہ میں قرآن فہمی کا ملکہ پیدا ہوگا، وہاں عربی بول چال، گفتگو اور تحریر کی کمزوریاں بھی دور ہو سکتی ہیں۔

۱۰۔ طلبہ کی تربیت کے لیے معلوماتی کتب کے ساتھ ساتھ اخلاقی کتب بھی ضرور شاملِ نصاب کی جائیں۔

۱۱۔ قواعد (صرف ونحو) کو بطریقِ مباشر اور تطبیقی شکل میں پڑھایا جائے تاکہ مبتدی طلباء

انہیں محض رٹنے یا زبانی یاد کرنے تک محدود نہ رہیں، اور عبارت کے سلسلہ میں روانی و اجراء پیدا ہو۔

دینی علوم کے ساتھ مجوزہ مضامین اور کتابوں کے اضافہ سے نصاب خاصا بوجھل تو ہو جائے گا، تاہم بعض پیچیدہ اور غیر ضروری کتابوں کی کمی سے اسے متوازن بنایا جا سکتا ہے۔

—— اس توازن کے لیے مضامین کی تقسیم اس طرح بھی کی جا سکتی ہے کہ "اہم فالاہم" کے اعتبار سے کچھ تو لازمی ہوں اور مسلسل زیرِ تدریس رہیں، کچھ اختیاری قرار پائیں اور کچھ صرف برائے مطالعہ باقی رکھے جائیں۔

البتہ نصاب میں تبدیلی اور تدوین ایک بہت اہم کام ہے جس کی فوری تکمیل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ابتدائی طور پر سمت کی درستگی کافی ہے جو اجتماعی سطح پر ہو۔ کتابیں مدون کرنا، شائع کرنا، رائج کرنا بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔ بالخصوص اس لیے کہ مدارسِ عربیہ میں کسی کتاب کے ترجمے، خلاصے یا کلید وغیرہ کی بھی گنجائش نہیں۔ جبکہ سرکاری نظامِ تعلیم میں آخری امتحان میں بھی اصل کتابوں کی بجائے صرف خلاصے، ترجمے، کلیدیں بلکہ آزمائشی پرچے تک رٹنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے —— پھر اس سلسلہ میں ملک کے اہم اور مرکزی شہروں میں اساتذہ کرام کے لیے تربیتی مراکز کا قیام بھی ضروری ہے اور تربیتی نصاب بھی تیار کرنا ہوں گے —— یہ سب کام نہ کوئی فردِ واحد کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ایک مدرسہ یا ادارہ یہ بارِ گراں برداشت کر سکتا ہے۔ ہاں اگر چند مخلص مردانِ کار ان مقاصد کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور شبانہ روز مساعی وقف کر دیں اور جماعت کی اجتماعی قوت ان کی پشت پر ہو تاکہ ضروری وسائل انہیں ہر وقت اور بروقت میسر آ سکیں تو یہ کام کچھ ایسا مشکل بھی نہیں —— واللہ الموفق لما یحب و یرضیٰ!

(عبدالسلام فتح پوری)

گذشتہ شمارہ میں اعلان کیا گیا تھا کہ مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہیدؒ کے حالاتِ زندگی بالاقساط محدث میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ لیکن ان صفحات کی طوالت کے باعث اب انہیں کتابی صورت میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جس کا اہتمام مولانا یزدانی شہیدؒ کے بھائی مولانا عزیز الرحمٰن خود کریں گے۔

والسلام —— (مینجر)